سلسلۂ تقاریر الٓـمٓ

سورہ دُخان

مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد

السلام علیکم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا

مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ صدق اللہ العظیم

سلسلہ حوامیم میں سورۃ زخرف کے بعد سورہ دخان آتی ہے یہ سورۃ مبارکہ ۵۹ آیات اور تین رکوعوں پر مشتمل ہے اس میں بھی سورۃ زخرف کی مانند حروف مقطعات یعنی حٰمٓ کے بعد قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے:

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝

"قسم ہے اس کتاب کی جو روشن ہے اور واضح ہے۔ اس میں کہیں بھی ابہام نہیں ہے۔ کہیں کوئی گنجلک پن نہیں ہے۔" اس کے بعد ذکر ہو رہا ہے اس بات کا جس کا سورۃ زخرف میں اشارہ تھا کہ یہ قرآن اصل میں، لوح محفوظ یا جسے وہاں "ام الکتاب" سے تعبیر کیا گیا اس میں مرقوم ہے یہاں اس کے نزول کا ذکر ہو رہا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

"ہم نے اسکو نازل فرمایا ایک بڑی ہی بابرکت رات میں"

یہ وہی رات ہے جس کا ذکر آخری پارے میں سورہ قدر میں ہوا ہے -

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

"ہم نے اس قرآن کو نازل فرمایا بڑی ہی قدر وقیمت والی رات میں اور تمہیں کیا معلوم وہ قدر وقیمت والی رات کونسی ہے؟ اور وہ کیا ہے اور اسکی عظمت اور قدر وقیمت کا کیا عالم ہے -

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

وہ ایک رات ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے - یہاں یہ بات نوٹ کر لینی چاہیئے کہ اس سلسلہ سُوَر میں اس سے پہلے کئی بار لفظ تنزیل آ چکا ہے اور آئندہ بھی دو سورتوں میں یہ لفظ پھر آنیوالا ہے - یہاں نَزَّلَ ، یُنَزِّلُ سے باب افعال کا مصدر انزال استعمال ہوا ہے - ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ انزال کسی چیز کو دفعتاً نازل کر دینا ہوتا ہے - یکبارگی اتار دینا ہے - جبکہ باب تفعیل کے خواص میں سے یہ ہے کہ کوئی کام درجہ بدرجہ کیا جائے - تدریج کے ساتھ کیا جائے - یہ تدریج خود باب تفعیل سے ہے - قرآن مجید کے نزول کے دو مرحلے ہیں - ایک مرحلہ اس کا لوح محفوظ یا ام الکتاب سے سمائے دنیا تک نزول کا -

یہ نزول دفعتاً واحدہ ہوا ہے، یکبارگی ہوا ہے - یہ لیلۃ المبارکہ میں ہوا ہے جس کا ذکر سورہ دخان میں ہے - اور یہ نزول لیلۃ القدر میں ہوا ہے جس کا ذکر سورہ قدر میں ہے وہ رات کہ جو رمضان مبارک میں ہے جس کے بارے میں گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ ستائیسویں شب ہے - اگرچہ بعض روایات میں چوبیسویں شب کے الفاظ بھی آتے ہیں - بہرحال یہ ہے اس کے نزول کا درجہ اوّل، جس میں یہ نزول دفعتاً ہوا لوح محفوظ سے سمائے دنیا تک - اس کے بعد اسکے نزول کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا

اور وُہ نزول ہے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر۔ یہ نزول دفعتاً واحدہ نہیں ہوا۔ یکبارگی نہیں ہوا۔ یہ تو لگ بھگ بائیس سال کے عرصے پہ پھیلا ہوا عمل ہے۔ تدریجاً ہوا ہے۔ تھوڑا تھوڑا کرکے نزول ہوا ہے۔ اس کے لئے باب تفعیل کا مصدر آتا ہے۔ تنزیل۔ حضورؐ پر قرآن مجید کا نزول بطور تنزیل ہے اور لوح محفوظ سے سمائے دنیا تک اس کا نزول بطرز انزال ہے۔ چنانچہ یہاں لفظ آیا۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝

اس سُورہ مبارکہ کی آیات ۳۷ اور ۳۸ میں قرآن مجید میں ایمان بالآخرہ یا معاد کے لئے جو استدلال بار بار آیا ہے اسے منفی اور مثبت دونوں پیراؤں میں لایا گیا۔ آیت نمبر ۳۷ کے الفاظ ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ ۝

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے ان سب کو کھیل کود کے لئے تخلیق نہیں فرمایا۔ یہ ایک عمل عبث نہیں ہے۔ یہ بیکار اور بے مقصد تخلیق نہیں ہے۔ یہ کھیل کود نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض مذاہب نے جو اس کائنات کی گتھی سلجھا نہ سکے تو چار و ناچار انہوں نے رام کی لیلا کہہ کر راہ فرار اختیار کر لی کہ یہ دنیا یہ کائنات بس ایسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کھیل رہا ہے اور جیسے کسی کھلنڈرے بچے کے کسی عمل میں کوئی حکمت اور کسی غرض و غایت کا ہونا ضروری نہیں ہے ایسے ہی یہاں بھی کسی حکمت کی تلاش جو ہے وہ کار عبث ہوگی یہ ایک کھیل ہے۔ معاذ اللہ، قرآن اسکی نفی کرتا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ

یہ منفی اسلوب ہے اس کے بعد مثبت انداز میں فرمایا آیت نمبر ۳۸ میں

وَمَا خَلَقْنَٰهُمَآ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۔

ہم نے ان کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ اور یہ تخلیق بالحق ہے -

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

" لیکن لوگوں کی اکثریت علم نہیں رکھتی - غور و فکر سے کام نہیں لیتی"
اب آپ ذرا غور کیجئے کہ اگر کوئی عمل بالحق ہے عبث نہیں ہے بیکار نہیں ہے، باطل نہیں ہے تو اس میں کسی حکمت کا ہونا ناگزیر ہے - انسانی زندگی کی حکمت کیا ہے - اور بالخصوص انسان میں خیر و شر کا جو امتیاز پایا جاتا ہے - نیکی اور بدی کی جو اقدار ہیں، جن کو وہ پہچانتا ہے - اور اسکی ضرورت لاحق نہیں ہوتی کہ اسکو بتایا جائے کہ سچ بولنا اچھا ہے - انسان اپنی فطری استعداد کے تحت جانتا ہے کہ سچ بولنا نیکی ہے اور وہ فطرت کو آپ جانتا ہے - وہ واقف ہے اس سے کہ جھوٹ بولنا برائی ہے - لیکن یہ کہ اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ سچ بولنے سے اکثر و بیشتر نقصان سے سابقہ پیش آتا ہے - اور جھوٹ بول کر بسا اوقات فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے - اگر کوئی شخص جائز و ناجائز حلال و حرام کی تمیز کو ملحوظ نہ رکھے تو ہو سکتا ہے یہاں عیش کرے - گلچھرے اڑائے اور اگر کوئی اپنے اوپر ان حدود و قیود کو ان قدغنوں کو عائد کرلے تو ہو سکتا ہے کہ دو وقت کی سوکھی روٹی کے لئے بھی محتاج ہو جائے - یا تو یہ مانا جائے کہ یہاں اندھیر نگری چوپٹ راج ہے یا یہ رام کی لیلا ہے جس میں کوئی حکمت نہیں ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ ایک اور زندگی ضروری اور لازم ہے - عقل تقاضا کرتی ہے کہ ایک اور عالم ہو ایک اور زندگی ہو جس کا اصل حکمران قانون، اخلاقی قانون ہو، جہاں نیکیوں کا بدلہ نکلے اور وہ جزا کی صورت میں نکلے اور اچھے بدلے کی صورت میں سامنے آئے اور بھرپور طور پر نکلے اور بدقماشوں کو ان کے برے اعمال کی اور ان کے کرتوتوں کی بھرپور سزا ملے یہ عالم آخرہ ہے - قرآن مجید کا یہ استدلال اس سورہ مبارکہ میں بھی آیا ہے - ابتداء ہی میں نزولِ قرآن کی غایت بیان کر دی - اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

ہم نے اس قرآن کو اس لئے نازل کیا ہے کہ ہم لوگوں کو خبردار اور تنبیہ کر دیں اور سورت کے آخر میں فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ٥

(آیت ۵۸)

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے آسان فہم بنا دیا ہے - آپؐ کی زبان میں - تاکہ آپ کی یہ قوم اس کو سمجھ سکے - یہ قریش اور جمیع اہل عرب اس سے نصیحت حاصل کر سکیں یاد دہانی حاصل کر سکیں - آخر میں فرمایا:

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ٥ (آیت ۵۹)

اب اگر یہ نہیں مان رہے ہیں تو آپ بھی انتظار کیجئے یہ بھی انتظار کریں - حکم خداوندی آئے گا فیصلہ چکا دیا جائے گا - معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر - اسی پر سورۂ حٰم السجدہ جسے عام طور پر سورہ سجدہ کہا جاتا ہے، وہ بھی تقریباً انہی الفاظ پر ختم ہوئی ہے -

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ٥

"اے نبیؐ! ان کفار کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور آپؐ بھی انتظار کیجئے - یہ لوگ بھی انتظار میں ہیں" بہرحال وہ وقت دور نہیں ہے جبکہ اصل حقیقت منکشف ہو جائیگی - جیسا کہ سورہ تکاثر میں فرمایا:

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ٥ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ٥

بارك الله لى ولكم فى القرآن العظيم
ونفعنى وایاكم بالآیات والذكر الحكيم